

سپریم کورٹ رپورٹس (2002) SUPP. 4 ایس سی آر

وکاس دیش پانڈے بنام بارکونسل آف انڈیا و دیگران

29 نومبر، 2002

[وی۔ این۔ کھارے اور اشوک بھان، جسٹسز]

قانون وکلاء، 1961؛ دفعات 35، 36 (بی) اور 38:

دستاویزات پر دستخط حاصل کرنے/ غلط بیانی پر شکایت کنندگان کی زمین فروخت کرنے کے لیے وکیل کے اختیار پر عمل درآمد کرنے کے لیے وکیل کے خلاف پیشہ ورانہ بدانتظامی کی شکایت۔ وکیل نے شکایت کنندگان سے کوئی فیس وصول کیے بغیر مقدمہ لڑنے کا وعدہ کیا لیکن فیس کے بدلے زمین کی فروخت سے حاصل ہونے والی رقم کا غلط استعمال کیا۔ ریاستی بار مقررہ وقت کے اندر تادیبی مکمل نہیں کر سکی۔ معاملہ بی سی آئی کو منتقل کیا گیا۔ بی سی آئی نے وکیل کو سنگین پیشہ ورانہ بد عملی مجرم پایا اور اسے مستقل طور پر وکیل کے طور پر کام کرنے سے روک دیا۔ اپیل پر فیصلہ کیا گیا: چونکہ ایڈوکیٹ نے اپنے حق میں غلط بیانی کر کے مختار نامہ حاصل کیا اور شکایت کنندگان کی جائیداد فروخت کر دی اور اپنی فیس کے لیے فروخت کی آمدنی کا غلط استعمال کیا حالانکہ یہ ثابت ہو گیا تھا کہ فیس کا تصفیہ نہیں کیا گیا تھا، اس نے ایک سنگین پیشہ ورانہ بد عملی ارتکاب کیا ہے۔

شکایت کنندگان پر ایک قتل عمد کیس میں الزام عائد کیا گیا تھا۔ وہ غربت کی وجہ سے ایڈوکیٹ کو شامل نہیں کر سکے، اور ان کی درخواست پر سیشن کورٹ نے ان کے دفاع کے لیے عدالتی معاون کو مقرر کیا۔ ذیلی عدالت نے انہیں سزائے موت سنائی۔ اپیل کنندہ ایڈوکیٹ نے جیل میں ملزم۔ شکایت کنندگان سے ملاقات

کی اور بغیر کسی فیس کے عدالت عالیہ میں ان کا مقدمہ لڑنے کی پیشکش کی اور وکالت نامہ پر اور اس کے بعد کچھ بیان حلفیوں پر ان کے دستخط حاصل کیے اور مختار نامہ پر عمل درآمد کیا، اور دھوکہ دہی سے شکایت کنندگان کی زمینیں فروخت کیں اور فیس کے بدلے فروخت کی آمدنی کا غلط استعمال کیا۔ عدالت عالیہ نے اپیل کو مسترد کر دیا اور سزائے موت کی توثیق کر دی۔ اپیل کنندہ نے عدالت عظمیٰ کے سامنے اپیل میں اپنا مقدمہ لڑنے کے لیے دوبارہ ان سے رابطہ کیا لیکن شکایت کنندگان نے انکار کر دیا اور ریاستی بار کے سامنے مذکورہ وکیل کے خلاف اس کے حق میں دھوکہ دہی سے مختار نامہ پر عمل درآمد اور اس کے فائدے کے لیے فروخت کی آمدنی کا بدعملی کر کے پیشہ ورانہ بدانتظامی کی شکایت درج کرائی۔ ریاستی بار نے یہ معاملہ اپنی تادیبی کمیٹی کو بھیج دیا۔ چونکہ یہ مقررہ وقت کی حد کے اندر اپنی کارروائی مکمل نہیں کر سکی، اس لیے قانون وکلاء کی دفعات کے تحت معاملہ بار کونسل آف انڈیا کو منتقل کر دیا گیا۔

تادیبی کمیٹی کی سفارش پر، بار کونسل آف انڈیا نے اپیلنٹ ایڈوکیٹ کو مجموعی پیشہ ورانہ بدعملی مجرم پایا اور اسے مستقل طور پر ایڈوکیٹ کے طور پر کام کرنے سے روک دیا اور معاوضہ بھی عائد کیا۔ اس لیے یہ اپیل۔

اپیل کو مسترد کرتے ہوئے عدالت۔

فیصلہ 1.1: اپیل کنندہ کی اس درخواست کے حوالے سے کہ اس پر ایک طرفہ کارروائی نہیں کی جا سکتی، یہ ریکارڈ پر ہے کہ اپیل کنندہ کو چار بار نوٹس جاری کیے گئے تھے اور اپیل کنندہ کو نوٹس جاری کیے جانے کے باوجود اس نے کسی بھی وقت تادیبی کمیٹی کے سامنے پیش ہونے کا انتخاب نہیں کیا۔ تادیبی کمیٹی کے پاس اس معاملے کی یک طرفہ سماعت کے لیے آگے بڑھنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا۔ [404-ای-ایف]

1.2۔ مختار نامہ اپیل کنندہ نے غلط بیانی پر حاصل کیا تھا۔ مذکورہ مختار نامہ کی بنیاد پر اس نے شکایت کنندگان کی زمین دھوکہ دہی سے بچ دی۔ یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ اپیل کنندہ کی فیس کا تصفیہ نہیں کیا گیا تھا۔ وہ اپنی فیس کی وصولی کے لیے مبینہ مختار نامہ کی بنیاد پر شکایت کنندگان کی زمین فروخت کرنے کا نہ تو حقدار تھا اور نہ ہی جائز تھا۔ ریکارڈ پر موجود واحد ثبوت مستغیث کا بیان ہے جس کی گواہی اپیل گزار کے خلاف پیشہ ورانہ بدعملی الزام کو مکمل طور پر قائم کرتی ہے۔ [A-B-405؛ F-404]

1.3۔ اپیل کنندہ نے اس صورت حال کا فائدہ اٹھایا کہ شکایت کنندگان کو سزائے موت کا سامنا ہے اور اس کے حق میں غلط بیانی پر مختار نامہ حاصل کیا اور شکایت کنندگان کی جائیداد فروخت کر دی۔ مسزید برآں، اپیل کنندہ نے فروخت کی آمدنی کو دھوکہ دہی سے اپنے فائدے کے لیے استعمال کیا۔ اس نے ایک سنگین پیشہ ورانہ بد عملی کا ارتکاب کیا ہے۔

عدالت نے اس طرح مشاہدہ کیا:

[وکیل اور اس کے موکل کے درمیان تعلق اعتماد کا ہوتا ہے اور اس لیے مقدس ہوتا ہے۔ پیشہ ورانہ بد عملی اس طرح کے اعمال اور جس تعدد کے ساتھ اس طرح کی کارروائیاں ہلکی پریشانیوں کے ساتھ ساتھ ہمیں اداس بھی کرتی ہیں۔ وکیل اور موکل کے درمیان باہمی اعتماد کا تحفظ ضروری ہے بصورت دیگر ملک میں رائج عدالتی نظام منہدم اور ناکام ہو جائے گا۔ اس طرح کی کارروائیاں نہ صرف اس طرح کی کارروائیوں کے مجرم پائے جانے والے وکلاء کو متاثر کرتی ہیں بلکہ موجودہ عدالتی نظام پر عام لوگوں کے اعتماد کو بھی ختم کرتی ہیں۔ یہ اس سے بھی زائد ہے، کیونکہ آج بیچ میں سو فیصد بھرتی بار سے ہوتی ہے جو ماتحت عدلیہ سے لے کر اعلیٰ عدلیہ تک ہوتی ہے۔ آپ کو ایماندار اور محنتی جج اس وقت تک نہیں مل سکتے جب تک کہ آپ کو ان کے چیمبر میں ایماندار اور محنتی وکیل نہ مل جائیں۔ وقت آگیا ہے جب سوسائٹی عام طور پر، ریاستوں کی متعلقہ بار اور ججوں کو انتباہی گھنٹیوں کا نوٹس لینا چاہیے اور تدارک کے اقدامات کرنے چاہئیں اور اگر ہم ایسا کہہ سکتے ہیں تو برائی یا لعنت کو جلد ہی ختم کر دیں۔] [405-سی-ایف]

دیوانی اپیلیٹ دائرہ اختیار فیصلہ : 2001 کی دیوانی اپیل نمبر 4003۔

بارکولس آف انڈیا، نئی دہلی کی تادیبی کمیٹی کے مورخہ 3.1.2001 کے فیصلے اور حکم سے B. C. I. 1995 TR. کاسی نمبر 51۔

اپیل کنندہ کے لیے ذاتی طور پر۔

وی۔ بی۔ جوشی، مدعا علیہ نمبر 2 کے وکیل۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

جسٹس بھان۔ یہ اپیل وکاس دیشپانڈے، وکیل، جس کو اس کے بعد اپیل کنندہ کہا گیا ہے، نے قانون وکلاء 1961 کی دفعہ 38 کے تحت بارکونسل آف انڈیا کی تادیبی کمیٹی کی طرف سے 1995 کے بی سی آئی/ ٹی آر سی نمبر 51 میں 3 جنوری 2001 کو منظور کیے گئے حتمی حکم کے خلاف دائر کی ہے۔ متنازعہ حکم کے ذریعے بارکونسل آف انڈیا نے اپیل کنندہ کو سنگین پیشہ ورانہ بد عملی ارتکاب کے لیے بطور وکیل کام کرنے سے مستقل طور پر روک دیا ہے اور 25,000 روپے کی لاگت بھی عائد کی ہے۔

حقائق:

رام راو چندو با جادھو، و دیادھر رام اپ جادھو، اور چندر کانت رام دیو جادھو (تمام متوفی)، جنہیں اس کے بعد "شکایت کنندگان" کہا جاتا ہے، پر 16 دسمبر 1990 کو گاؤں مانڈگی، تعلقہ۔ ڈیگلور، ضلع ناندیڑ میں چھ افراد کے قتل عہد کے الزام میں مقدمہ چلایا گیا۔ شکایت کنندگان نے سیشن کورٹ سے اپنے دفاع کے لیے ایک عدالتی معاون کیوری کے طور پر مقرر کرنے کی درخواست کی کیونکہ وہ اپنی غربت کی وجہ سے کسی وکیل کو شامل کرنے سے قاصر تھے۔ سیشن کورٹ نے شکایت کنندگان کا دفاع کرنے کے لیے شری ایس وی اردھا پورکر، ایڈوکیٹ کو امیکس عدالتی معاون کیا۔ سیشن عدالت نے مقدمے کی سماعت کے بعد شکایت کنندگان کو الزام عائد کردہ جرم کا مجرم پایا اور انہیں 30 اگست 1991 کے حکم نامے کے ذریعے تاوانے موت سنائی۔ اسی تاریخ کو اپیل کنندہ نے شکایت کنندگان سے یرواد اسنٹرل جیل میں رابطہ کیا جہاں وہ بند تھے۔ اپیل کنندہ نے شکایت کنندگان سے فیصلے کی کاپیاں لیں اور اورنگ آباد پنچ میں بمبئی عدالت عالیہ میں اپیل کو ترجیح دینے کے لیے وکلات نامہ پر ان کے انگوٹھے کے نشان اور دستخط حاصل کیے۔ اپیل کنندہ نے شکایت کنندگان سے کہا کہ وہ کوئی فیس نہیں لے گا کیونکہ وہ اپنا نام روشن کرنے کے لیے ایسا کر رہا ہے۔

10 اکتوبر 1991 کو اپیل کنندہ نے دوبارہ یرواد سنٹرل جیل کا دورہ کیا اور کچھ بیان حلفیوں پر ان کے دستخط حاصل کیے۔ اس دستاویز کو شکایت کنندگان کو نہیں پڑھا گیا اور نہ ہی اس کے مندرجات سے انہیں آگاہ کیا گیا۔ شکایت کنندگان نے دستخط کیے اور نیک نیتی کے ساتھ دستاویزات پر اپنے انگوٹھے کا نشان لگایا۔

جنوری 1992 میں عدالت عالیہ نے شکایت کنندگان کی اپیل کو مسترد کر دیا اور سزائے موت کی تصدیق کی اور اس کے بعد شکایت کنندگان کو پھانسی دے دی گئی۔ 16 فروری 1992 کو اپیل کنندہ نے یرواد سنٹرل جیل میں شکایت کنندگان سے دوبارہ ملاقات کی اور انہیں بتایا کہ اس نے ان کی زمین مختار نامہ کی بنیاد پر فروخت کر دی ہے جسے انہوں نے اپنے حق میں عملدرآمد دے کر اسے زمین فروخت کرنے کا اختیار دیا تھا۔ کہ اس نے موصول ہونے والی رقم کو اپنی فیس کے لیے مختص کیا تھا۔ مزید اپیل کنندہ نے شکایت کنندگان سے کہا کہ وہ اسے عدالت عظمیٰ میں اپیل کو ترجیح دینے کا اختیار دیں جسے انہوں نے مسترد کر دیا۔ اس کے بعد شکایت کنندگان نے ریاستی بار کے چیئرمین کے پاس شکایت درج کرائی کہ اپیل کنندہ جو نانڈیڑ، مہاراشٹر میں وکیل کے طور پر کام کر رہا تھا، نے ایک ایسا کام کیا جو قانون وکلاء کی دفعہ 35 کے معنی میں پیشہ ورانہ بد عملی مترادف ہے اور مذکورہ ایکٹ کے لیے تادیبی کی جائے۔

شکایت میں کہا گیا کہ درخواست گزار نمبر 1 جس کی عمر 60 سال تھی اس کی زندہ ماں تھی، درخواست گزار نمبر 2 کی بیوی اور 4 نابالغ بیٹیاں تھیں اور درخواست گزار نمبر 3 کی بیوی، 3 بیٹیاں اور ایک بیٹا تھا جو تمام نابالغ تھے۔ انہوں نے شکایت کنندگان کو سزائے موت کی صورت میں کنبہ کے زندہ بچ جانے والے افراد کے لیے اپنی جائیداد چھوڑنے کے لیے اپنے دفاع کے لیے ایک عدالتی معاون کیوری کے طور پر مقرر کرنے کی درخواست کی تھی۔ وہ اپنے کنبہ کے افراد کے لیے کچھ جائیداد چھوڑنا چاہتے تھے تاکہ وہ زندہ رہیں ورنہ وہ بھوک سے مر جائیں۔ کہ انہوں نے کبھی بھی اپیل کنندہ کو اپنی زمین فروخت کرنے کا اختیار نہیں دیا تھا۔ کہ اپیل کنندہ نے ان کے ساتھ دھوکہ دہی کی تھی اور غلط بیانی کے بذریعے حاصل کردہ مبینہ مختار نامہ کی بنیاد پر جائیداد فروخت کی تھی۔

شکایت کنندگان کی شکایت کی سنگینی کو مد نظر رکھتے ہوئے، ریاستی بار کونسل نے خود کار طور پر (suo motu) نوٹس لیا اور اپیلنٹ کو نوٹس جاری کیا جس نے اپنا جواب دائر کیا۔ اپیلنٹ کے دائر کردہ جواب میں

اس نے تسلیم کیا کہ شکایت کنندگان یرواڈ اسنٹرل جیل کے موت کی کوٹھری میں تھے۔ اس نے مزید تسلیم کیا کہ مذکورہ شکایت کنندگان کا مقدمہ ایک ”عدالتی معاون“ (Amicus Curiae) کے ذریعے چلایا گیا تھا اور سیشن جج، ناندریٹ نے انہیں سزائے موت سنائی تھی۔ اپیلنٹ نے خود کو فاضل مجرمانہ وکیل بتایا کیونکہ اس نے کئی سیشن ٹرائلز اور اپیلز کی پیروی کی تھی۔ اس نے یہ بھی دلیل دی کہ اس نے کچھ دیگر وکلاء کو بھی شامل کیا تھا اور وہ شکایت کنندگان کی زمین فروخت کر کے مذکورہ وکلاء کی فیس ادا کرنے کی پوری کوشش کر رہا تھا۔ مزید کہا گیا کہ 30 اگست 1991 کو شکایت کنندگان کی درخواست پر، اس نے ان کی طرف سے وکالت نامہ قبول کیا تھا اور زبانی معاہدہ ہوا تھا کہ شکایت کنندگان ہائی کورٹ میں تصدیقی کیس اور اپیل کی پیروی کے لیے اپیل کنندہ کو 50,000 روپے ادا کریں گے۔ کہا گیا کہ شکایت کنندگان 50,000 روپے فیس کے طور پر ادا کرنے پر رضامند ہوئے اور اسے ان کی زمین فروخت کر کے حاصل ہونے والی رقم کو اپنی فیس کے طور پر وصول کرنے اور استعمال کرنے کا اختیار دیا۔ شکایت کنندگان کی 16 ایکڑ زمین میں سے اپیل کنندہ نے صرف 6 ایکڑ 30 گنٹھ زمین اخراجات پورے کرنے کے لیے فروخت کی تھی۔

ایک اور حقیقت جس کا ذکر کرنا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ زمین کی سرکاری قیمت 1,35,000 تھی لیکن اپیل کنندہ نے حتمی غور 75,000 روپے پر طے کیا تھا جس میں سے 30,000 روپے فروخت کرنے کے معاہدے کے وقت ادا کیے گئے تھے اور بقیہ رقم یکم مارچ 1992 سے پہلے ادا کی جانی تھی۔ بعد میں اپیل کنندہ کو 17,000 روپے کی رقم ادا کی گئی۔ 28,000 روپے کی بقیہ رقم اپیل کنندہ کے ذریعے حاصل نہیں کی جاسکی کیونکہ اس کے حق میں عملداری دی گئی مختار نامہ 28,000 روپے کے ذریعے منسوخ کر دی گئی تھی۔ شکایت کنندگان۔

شکایت کا نوٹس لیا گیا اور معاملہ ریاستی بار کی تادیبی کمیٹی کو بھیج دیا گیا۔ 25 مارچ 1993 کو درج ذیل امور وضع کیے گئے:

”1۔ کیا درخواست گزار یہ ثابت کرتے ہیں کہ مدعا علیہ وکیل نے 30.8.1991 پر ان سے ملاقات کی، فیصلے کی کاپی حاصل کی، وکالت نامہ پر ان کے انگوٹھے کے نشان اور دستخط حاصل کیے اور انہیں بتایا کہ وہ ان کی طرف سے عدالت عالیہ میں اصل اپیل کو ترجیح دیں گے۔

2- کیا درخواست گزار یہ ثابت کرتے ہیں کہ مدعا علیہ وکیل نے بغیر مختار نامہ کے مختصر درخواست کی تھی۔

3- کیا درخواست گزار یہ ثابت کرتے ہیں کہ مدعا علیہ وکیل نے 10 اکتوبر 1991 کو درخواست گزاروں سے ملاقات کی اور بیان حلفی کے مندرجات کی وضاحت کیے بغیر بیان حلفی پر ان کے دستخط حاصل کیے۔

4- کیا درخواست گزار یہ ثابت کرتے ہیں کہ مدعا علیہ وکیل نے 16 فروری 1992 کو ان سے ملاقات کی اور انہیں بتایا کہ انہوں نے ان کی زمین مختار نامہ کے تحت فروخت کر دی ہے اور انہیں بتایا کہ وہ عدالت عالیہ کے فیصلے اور حکم کو چیلنج کرنے کے لیے عدالت عظمیٰ میں اپیل کو ترجیح دیں گے۔

5- کیا درخواست گزار یہ ثابت کرتے ہیں کہ مدعا علیہ وکیل کے ذریعہ ان کی زمین کی فروخت کا عمل، دیئے گئے حالات میں، وکیل مدعا علیہ کی پیشہ ورانہ یا کوئی دوسری بد عملی تشکیل دیتا ہے۔

6- کیا مدعا علیہ یہ ثابت کرتا ہے کہ درخواست گزاروں نے گاؤں مانگی، تعلقہ ڈیگلور، ضلع ناندریڈ میں واقع چھ ایکڑ 30 گنٹھوں کی حد تک اپنی زمین کو رضا کارانہ طور پر اور مکمل علم کے ساتھ الگ کرنے کے حق میں مختار نامہ پر عمل درآمد کیا۔

7- کیا مدعا علیہ وکیل یہ ثابت کرتا ہے کہ عدالت عالیہ، اورنگ آباد کے ذریعے فیصلہ کردہ مجرمانہ اپیل اور تصدیق کے مقدمے کے انعقاد کے لیے اس کی فیس 50,000 روپے میں طے کی گئی تھی۔

8- کیا مدعا علیہ وکیل یہ ثابت کرتا ہے کہ وہ درخواست گزاروں کی زمین بیچ کر فیس کی وصولی کا حقدار اور جائز تھا۔

مستغیث نمبر 2 رام راو جادھو کے بیٹے و دیا دھر سے حلف پر پوچھ گچھ کی گئی۔ اس نے اپنے بیان میں اس بات کا اعادہ کیا جو اس نے اپنی شکایت میں کہا تھا۔ انہوں نے خاص طور پر کہا کہ انہوں نے اور ان کے دو دیگر ساتھیوں نے اپیل کنندہ کے حق میں کسی بھی مختار نامہ پر عمل درآمد نہیں کیا تھا جس میں انہیں اپنی زمین فروخت کرنے اور اپنی فیس کے عوض فروخت پر غور کرنے کا اختیار دیا گیا تھا۔ کہ ان کے دستخط خالی کاغذوں پر حاصل کیے گئے تھے۔ کہ مختار نامہ حقائق کو دھوکہ دینے کے لیے غلط انداز میں پیش کر کے حاصل کیا گیا تھا۔ اس گواہ سے جرح کی گئی لیکن اس کے جرح سے کوئی ٹھوس بات سامنے نہیں آسکی۔

چونکہ ریاستی بار ایک سال کی مدت کے اندر کارروائی مکمل نہیں کر سکی، اس لیے شکایت کو ایکٹ کی دفعہ 36 بی کے تحت بارکوسل آف انڈیا کو منتقل کر دیا گیا۔ یہ معاملہ مزید کارروائی کے لیے بارکوسل آف انڈیا کی تادیبی کمیٹی کو سونپا گیا تھا۔ اپیل کنندہ کو بار بار بارکوسل بھیجے جانے کے باوجود جو اسے (4 بار) مناسب طریقے سے پیش کیے گئے تھے، اپیل کنندہ پیش نہیں ہوا۔ اسے ایک طرفہ طور پر آگے بڑھایا گیا۔ بارکوسل آف انڈیا کی تادیبی کمیٹی نے اپیل کنندہ کو شکایت کنندگان سے مختصر درخواست کرنے اور کچھ دستاویزات پر ان کے دستخط اور انگوٹھے کے نشانات حاصل کرنے کا مجبرم پایا جس کی بنیاد پر اسے شکایت کنندگان کی زمین فروخت کرنے کا اختیار دیتے ہوئے اس کے حق میں مختار نامہ پر عمل درآمد کیا گیا۔ یہ پایا گیا کہ اپیل کنندہ یہ ثابت کرنے میں ناکام رہا کہ شکایت کنندگان نے زمین فروخت کرنے کے لیے اس کے حق میں مختار نامہ پر عمل درآمد کیا تھا۔ یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ اپیل کنندہ یہ ثابت کرنے میں ناکام رہا ہے کہ مجرمانہ اپیل کرنے کے لیے متعلقہ وقت پر اس کی فیس 50,000 روپے پر طے کی گئی تھی۔ کہ وہ یہ ثابت کرنے میں ناکام رہا ہے کہ وہ شکایت کنندگان کی زمین بیچ کر فیس کی وصولی کا حقدار اور جائز تھا۔ تادیبی کمیٹی نے اپیل کنندہ کو قانون وکلاء کی دفعہ 35 کے تحت بیان کردہ مجموعی پیشہ ورانہ بد عملی مجرم پایا اور مہاراشٹر اور گوا کی ریاستی بار کو ایکٹ کی دفعہ 35 (3 ڈی) کے تحت مہاراشٹر اور گوا کی بار کے فہرست سے اپیل کنندہ کا نام ہٹانے کی ہدایت کی۔ 25,000 روپے کی لاگت عائد کی گئی اور شکایت کنندگان کے وارثوں کو ادائیگی کیونکہ اس وقت تک شکایت کنندگان کو ان پر عائد سزا پر عمل درآمد کرتے ہوئے پہلے ہی موت کے گھاٹ اتار دیا گیا تھا۔ اخراجات کی وصولی کے لیے اپیل کنندہ کی جائیداد پر ایک واجب الادا حق بنایا گیا تھا۔

اپیل کنندہ جو ذاتی طور پر پیش ہوا تھا اور بارکوسل آف انڈیا کی طرف سے پیش ہونے والے وکیل کو تفصیل سے سنا گیا ہے۔

ہمیں اپیل کنندہ کی طرف سے پیش کردہ درخواست میں کوئی حقیقت نہیں ملتی ہے کہ اس کے خلاف ایک طرفہ کارروائی نہیں کی جاسکتی۔ ریکارڈ کے مشاہدے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ریکارڈ پر چار اعترافات ہیں جو ظاہر کرتے ہیں کہ اپیل کنندہ کو چار بار باضابطہ طور پر پیش کیا گیا تھا اور اپیل کنندہ کو نوٹس جاری کیے جانے کے باوجود اس نے کسی بھی وقت تادیبی کٹی کے سامنے پیش ہونے کا انتخاب نہیں کیا۔ تادیبی کٹی کے پاس معاملے کی سماعت کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا۔ ریاستی بار کے سکریٹری، جنہیں مستغیث کے طور پر مقرر کیا گیا تھا، نے بھی کوئی ثبوت پیش نہیں کیا کیونکہ اس دوران تینوں شکایت کنندگان کو ان پر عائد سزا پر عمل درآمد کرتے ہوئے پھانسی دے دی گئی تھی۔ واحد ثبوت جو باقی ہے اور جو ریکارڈ پر آیا ہے وہ مستغیث و دیادھر کا بیان ہے۔ و دیادھر کی گواہی اپیل گزار کے خلاف پیشہ ورانہ بد عملی الزام کو مکمل طور پر قائم کرتی ہے۔

ہم مذکورہ حکم میں درج شدہ نتائج سے متفق ہیں۔ اپیل کنندہ نے و دیادھر، شکایت کنندہ کے بیان کو مسترد کرنے کے لیے کوئی ثبوت پیش کرنے میں ناکام رہا ہے جس میں یہ بات درج تھی کہ اپیل کنندہ نے ان سے اپنے لیے ایک مختصر درخواست کی تھی اور انہوں نے اپنی زمین کی فروخت کے مقصد کے لیے اس کے حق میں کوئی مختار نامہ اجراء نہیں کیا تھا۔ اس نے شکایت کنندگان کے دستخط اور انگوٹھے کے نشانات کچھ دستاویزات پر حاصل کیے تھے۔ شکایت کنندگان کو اطلاع دیے بغیر اور ان کی معلومات کے بغیر اپیل کنندہ کے حق میں زمین کی فروخت کے لیے ایک مختار نامہ اجراء کروالیا گیا۔ یہ مختار نامہ اپیل کنندہ نے غلط بیانی کے ذریعے حاصل کیا تھا۔ اپنے حق میں موجود اس ایجنسی نامہ کے تحت ایپلانٹ نے شکایت کنندگان کی زمین کو دھوکے سے فروخت کر دیا۔ یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ اپیل کنندہ کی فیس 50,000 روپے طے نہیں ہوئی تھی۔ وہ نہ تو اپنی فیس کی وصولی کے لیے اور نہ ہی کسی جواز کے تحت شکایت کنندگان کی زمین کو فروخت کرنے کا حق رکھتا تھا۔ اگر شکایت کنندگان کا ارادہ زمین فروخت کرنے کا ہوتا تو وہ سیلشن کورٹ میں اپنا دفاع کرنے کے لیے ایک عدالتی معاون مقرر کرنے کی درخواست نہ کرتے۔

اپیل کنندہ نے اس صورت حال کا فائدہ اٹھایا کہ شکایت کنندگان کو سزائے موت کا سامنا ہے اور اس کے حق میں غلط بیانی پر مختار نامہ حاصل کیا اور شکایت کنندگان کی جائیداد فروخت کر دی۔ مزید برآں، اپیل کنندہ نے فروخت کی آمدنی کو دھوکہ دہی سے اپنے فائدے کے لیے استعمال کیا۔ اس نے ایک سنگین پیشہ ورانہ بد عملی کا ارتکاب کیا ہے۔

وکیل اور اس کے موکل کے درمیان تعلق اعتماد کا ہوتا ہے اور اس لیے مقدس ہوتا ہے۔ پیشہ ورانہ بد عملی اس طرح کے اعمال اور جس تعدد کے ساتھ اس طرح کی کارروائیاں ہلکی پریشانیوں کے ساتھ ساتھ ہمیں اداس بھی کرتی ہیں۔ وکیل اور موکل کے درمیان باہمی اعتماد کا تحفظ ضروری ہے بصورت دیگر ملک میں رائج عدالتی نظام منہدم اور ناکام ہو جائے گا۔ اس طرح کی کارروائیاں نہ صرف اس طرح کی کارروائیوں کے مجرم پائے جانے والے وکلاء کو متاثر کرتی ہیں بلکہ موجودہ عدالتی نظام پر عام لوگوں کے اعتماد کو بھی ختم کرتی ہیں۔ یہ اس سے بھی زائد ہے، کیونکہ آج بیچ میں سو فیصد بھرتی بار سے ہوتی ہے جو ماتحت عدلیہ سے لے کر اعلیٰ عدلیہ تک ہوتی ہے۔ آپ کو ایماندار اور محنتی جج اس وقت تک نہیں مل سکتے جب تک کہ آپ کو ان کے چیمبر میں ایماندار اور محنتی وکیل نہ مل جائیں۔ وقت آگیا ہے کہ سوسائٹی عام طور پر، ریاستوں کی متعلقہ بار اور ججوں کو انتباہی گھنٹیوں کا نوٹس لینا چاہیے اور تدارک کے اقدامات کرنے چاہئیں اور اگر ہم ایسا کہہ سکتے ہیں تو برائی یا لعنت کو جلد ہی ختم کر دیں۔

اوپر بیان کردہ وجوہات کی بناء پر، ہمیں اس اپیل میں کوئی میرٹ نہیں ملتا ہے اس کے مطابق اپیل مسترد کر دی جاتی ہے۔ اس اپیل میں اخراجات کے حوالے سے کوئی حکم نہیں ہوگا۔

ایس۔ کے۔ ایس۔

اپیلیں مسترد کر دی گئیں۔